شاتمِ رسول ﷺ کی سزا اور اس کی معافی

تحریر: حضرت الامیر پروفیسر ساجد میر حفظہ اللہ

یورپ کے گستاخوں نے پیارے رسول ﷺ کی شانِ اقدس میں خاکے اڑانے کی جو جسارت کی تھی، ابھی انہی سے امت مسلمہ کے دل دکھے ہوئے تھے اور زخم مندمل نہیں ہوئے تھے کہ ان گستاخوں نے اپنی ویب سائٹ ''فیس بک'' کے ذریعے خاکوں کا مقابلہ رکھ کر ایک بار پھر امت مسلمہ کے کلیجے کو ہاتھ ڈالنے کی جسارت کی، ابھی وہ سلسلہ ختم نہیں ہو پایا کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان میں ایک ملزمہ کے حوالے سے شانِ رسالت میں گستاخی کے مجرموں کی معافی کا شور مچایا جانے لگا ہے۔ گورنر پنجاب نے شیخوپورہ کی ایک غیر مسلم خاتون جس پر گستاخی کا الزام تھا، کی معافی کی مہم شروع کر دی ہے۔ اس کی سزائے موت کی معافی کا معاملہ اتنا اہم نہ تھا جتنا شان رسالتؐ میں گستاخی کی سزا کو ختم کرنے کی کوششوں کا معاملہ ہے۔ دین بیزار لوگ سرگرم ہوگئے ہیں کہ اس قانون ہی کو ختم کر دیا جائے۔ اگر یہ قانون ختم ہوگیا تو پھر لوگ گستاخوں کو خود سزا دینے لگیں گے اور یوں خدشہ رہے گا کہ کئی بے گناہ بھی مارے جا سکتے ہیں۔ اس لئے ہمارا مطالبہ ہے کہ سزائے موت میں تبدیلی کر کے مسلمانوں کی دل آزاری اور غضب الٰہی کو آواز دینے کی بجائے اندراج مقدمہ کا طریقہ کار بدل دیا جائے اور جہاں تک گستاخی کا معاملہ ہے تو ہمارا ایمان ہے کہ دنیا کے گستاخ جتنی چاہیں کوشش کر لیں، پیارے رسول ﷺ کی عظمت کی تابناکی میں کوئی فرق نہیں آئے گا۔ چاند پر تھوکا ہوا خود ان کے منہ پر آگرے گا۔ مگر معاملہ ہے غیرت ایمانی کا کہ نبی کریم ﷺ کی عظمت و توقیر مسلمان کے ایمان کا بنیادی جزو ہے اور علمائے اسلام دور صحابہؓ سے لے کر آج تک اس بات پر متفق رہے ہیں کہ آپ ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی کرنے والے آخرت میں سخت عذاب کا سامنا کرنے کے علاوہ اس دنیا میں بھی گردن زدنی ہے۔ خود نبی رحمت ﷺ نے اپنے اور اسلام کے بے شمار دشمنوں کو (خصوصاً فتح مکہ کے موقع پر) معاف فرما دینے کے ساتھ ساتھ ان چند بدبختوں کے بارے میں جو نظم و نثر میں آپ ﷺ کی ہجو اور گستاخی کیا کرتے تھے، فرمایا تھا کہ اگر وہ کعبہ کے پردوں سے چمٹے ہوئے بھی ملیں تو بھی انہیں واصل جہنم کیا جائے۔ یہ حکم (نعوذ باللہ) آپ ﷺ کی ذاتی انتقام پسندی کی وجہ سے نہ تھا کہ آپ ﷺ کے بارے میں تو حضرت عائشہؓ اور صحابہ کرامؓ کی شہادت موجود ہے کہ آپ ﷺ نے کبھی بھی کسی سے ذاتی انتقام نہیں لیا، بلکہ اس وجہ سے تھا کہ شاتم رسول ﷺ دوسروں کے دلوں سے عظمت و توقیر رسول ﷺ گھٹانے کی کوشش کرتا اور ان میں

کفر ونفاق کے بیج بوتا ہے، اس لئے توہین رسول ﷺ کو "تہذیب وشرافت" سے برداشت کرلینا اپنے ایمان سے ہاتھ دھونا اور دوسروں کے ایمان چھن جانے کا راستہ ہموار کرنے کے مترادف ہے۔ نیز ذات رسالت مآب ﷺ چونکہ ہر زمانے کے مسلمان معاشرہ کا مرکز ومحور ہے اس لئے جو زبان آپ ﷺ پر طعن کیلئے کھلتی ہے، اگر اسے کاٹا نہ جائے اور جو قلم آپ ﷺ کی گستاخی کے لئے اٹھتا ہے اگر اسے توڑا نہ جائے تو اسلامی معاشرہ فسادِ اعتقادی وعملی کا شکار ہوکر رہ جائے گا۔ نبی کریم ﷺ کو (نعوذ باللہ) نازیبا الفاظ کہنے والا، امام ابن تیمیہؒ کے الفاظ میں ساری امت کو گالی دینے والا ہے اور وہ ہمارے ایمان کی جڑ کو کاٹنے کی کوشش کرتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے اپنے لئے نہیں بلکہ مسلمانوں کا ایمان اور غیرت بچانے کیلئے ہجو نگاروں کی گستاخیوں کی پاداش میں ان کا قتل روا رکھا۔ ان میں سے ایک ملعون کا نام ابن خطل تھا۔ وہ حضور اکرم ﷺ کی شان کے خلاف شعر کہتا اور اس کی دو لونڈیاں یہ غلیظ شعر اسے گا گا کر سناتیں۔ فتح مکہ کے دن وہ حرم مکہ میں پناہ گزین تھا۔ ابو برزہؓ صحابی نے نبی اکرم ﷺ کے حکم کے مطابق اسے وہیں جہنم رسید کر دیا۔

عام طور پر غزوات اور جنگوں میں آپ ﷺ کا حکم ہوتا تھا کہ عورتوں اور بچوں کو قتل نہ کیا جائے، لیکن توہین رسولؐ اسلامی شریعت میں اتنا سنگین جرم ہے کہ اس کی مرتکب عورت بھی قابل معافی نہیں۔ چنانچہ آپ ﷺ نے ابن خطل کی مذکورہ دو لونڈیوں کے علاوہ دو اور عورتوں کے بارے میں بھی جو آپ ﷺ کے حق میں بدزبانی کی مرتکب تھیں، قتل کا حکم جاری کیا تھا۔ اسی طرح مدینہ میں ایک نابینا صحابی کی ایک چہیتی اور خدمت گزار لونڈی جس سے ان کے بقول ان کے موتیوں جیسے دو بیٹے بھی تھے، رسول اکرم ﷺ کی شان میں گستاخی اور بدزبانی کا ارتکاب کیا کرتی تھی۔ یہ نابینا صحابی اسے منع کرتے مگر وہ باز نہ آتی۔ ایک شب وہ بدزبانی کر رہی تھی کہ انہوں نے اس کا پیٹ چاک کر دیا۔ جب یہ معاملہ نبی کریم ﷺ کے سامنے پیش ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا: لوگو! گواہ رہو، اس کے خون کا کوئی تاوان یا بدلہ نہیں ہے۔ [ابوداوٗد، نسائی]

جب حضرت عمرؓ نے گستاخ رسولؐ کے نابینا قاتل کے بارے میں پیار سے کہا، دیکھو اس نابینا نے کتنا بڑا کارنامہ انجام دیا ہے، تو آپ ﷺ نے فرمایا: اسے اعمٰی (نابینا) نہ کہو، بصیر وبینا کہو کہ اس کی بصیرت وغیرت ایمانی زندہ وتابندہ ہے اور جب ایک اور گستاخ ملعونہ عصماء بنت مروان کو اس کے ایک اپنے رشتہ دار غیرت مند صحابیؓ نے قتل کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: لوگو! اگر تم کسی ایسے شخص کی زیارت کرنا چاہتے ہو جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نصرت وامداد کرنے والا ہے تو میرے اس جانثار کو دیکھ لو۔ یہ غیرت مند صحابی عمیر بن عدیؓ جب اس ملعونہ کے قتل سے فارغ ہوئے تو ان کے قبیلہ کے بعض سرکردہ افراد نے ان سے پوچھا کہ تم نے یہ قتل کیا ہے؟ انہوں نے بلا

تامل کہا، ہاں اور اگر تم سب گستاخی کا وہ جرم کرو جو اس نے کیا تھا تو میں تم سب کو بھی قتل کر دوں گا۔ [الصارم المسلول علی شاتم الرسول ﷺ لشیخ الاسلام ابن تیمیہؒ]

ایک اور شاتم رسولؐ ملعون یہودی ابورافع کو اس کی بدگوئی کی سزا دینے کیلئے رسول اکرم ﷺ نے عبد اللہ بن عتیکؓ کی سرکردگی میں ایک گروپ بھیجا۔ یہ ملعون ایک محفوظ قلعہ میں رہتا تھا مگر عبداللہ بن عتیکؓ اپنی جان کو خطرہ میں ڈال کر اس کے سر پر جا پہنچے اور اسے واصل جہنم کیا۔ جلدی میں واپسی کیلئے مڑے تو ایک سیڑھی سے گر کر ان کی ٹانگ ٹوٹ گئی۔ اسے اپنے عمامہ سے باندھا اور قلعہ کے دروازہ سے باہر نکل آئے، مگر انتہائی تکلیف کے باوجود وہیں بیٹھ کر اپنے مشن کی تکمیل کی خوشخبری ملنے کا انتظار کرتے رہے۔ جب ابورافع کی موت کا اعلان سنا اور اطمینان ہوا اور واپس خدمت اقدسؐ میں حاضر ہوئے، تو آپ ﷺ نے ساری بات سن کر ٹوٹی ہوئی ٹانگ پر دستِ شفقت پھیرا تو وہ اس طرح درست ہوگئی جیسے کبھی ٹوٹی ہی نہ تھی۔ [صحیح بخاری]

ابوعفک اور کعب بن اشرف دو اور بدبخت یہودی تھے جو مسلسل نبی کریم ﷺ کی شان میں گستاخی کرتے، ابوعفک کو سالم بن عمیرؓ نے قتل کیا اور کعب بن اشرف کو آپ ﷺ کی اجازت اور حکم سے محمد بن مسلمہؓ نے۔ [بخاری و مسلم] جب یہودیوں نے کعب کے قتل کی شکایت کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس نے جو تکلیف دہ گستاخیاں کی تھیں اگر تم میں سے کوئی اور بھی کرے گا تو اس کی بھی یہی سزا ہوگی۔

عہدِ نبوی ﷺ میں شاتمان رسولؐ کے بھیانک انجام کی ان متعدد مثالوں کے پیش نظر ہر دور کے مسلمان علماء کا فتویٰ یہی رہا ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے والے کی سزا قتل ہے۔ موجودہ حالات میں بھی عالم اسلام کے عالمی و روحانی مرکز سعودی عرب کے مفتی اعظم کے علاوہ متعدد مسلمان ملکوں کے عالی مرتبت علماء نے بھی شاتم رسولؐ کے قتل کا فتویٰ دیا ہے۔ یہی صحیح ہے کہ شاتم رسولؐ جب معاشرے میں اپنی گندگی پھیلا چکے تو قتل کے سوا اس کا کوئی علاج نہیں ہے۔ سچی توبہ کرنے سے وہ آخرت کی سزا سے بچ سکتا ہے، مگر دنیا میں بہرحال اسے اپنی جان سے ہاتھ دھونا ہی پڑیں گے۔

یہ کس قدر افسوسناک، غمناک اور شرمناک بات ہے کہ ڈنمارک کے روزنامہ ''جیلنڈ ر پوسٹن'' نے نبی اکرم ﷺ کی ذات اقدس کے بارے میں گستاخانہ اور توہین آمیز خاکے شائع کئے جس سے مسلم امہ کی نہایت دل آزاری ہوئی اور ان کے دل زخمی ہوئے۔ اخبار کی اس گستاخانہ اور ناپاک جسارت کی جس قدر بھی مذمت کی جائے کم ہے۔ ان شرانگیز خاکوں سے مسلمانوں کے جذبات انتہائی مجروح ہوئے اور وہ سراپا احتجاج رہے۔ اب ایک امریکی ویب سائٹ ''فیس بک'' نے خاکوں کے مقابلے کا اعلان کر کے انتہائی گستاخانہ قدم اٹھایا ہے مگر یورپ کے بعض

حلقوں میں اسے آزادی اظہار کا نام دیا جا رہا ہے۔ آزادی اظہار کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ مسلمانوں کی دل آزاری کی جائے اور ان کے دینی جذبات سے کھیلا جائے۔ آزادی اظہار کوئی بے لگام شے نہیں بلکہ وہ بھی اپنے اصول وضوابط رکھتی ہے جو کسی کی دل آزاری کی اجازت نہیں دیتی۔ مسلمان جس دین (اسلام) کے پیروکار ہیں وہ تو امن کا داعی، عدل وانصاف کا پیامبر، اقلیتوں کا محافظ اور انسانیت کا محسن ہے۔ کائنات شاہد ہے کہ جب چاردانگ عالم میں اسلام کا پھریرا لہرا رہا تھا تو ہر طرف بہاروں کا سماں تھا۔ مسلم اور غیر مسلم کو یکساں انصاف اور بنیادی حقوق حاصل تھے۔ آج امریکہ جو دنیا کا تھانیدار بنا ہوا ہے، اس کا حال یہ ہے: ''فرنگ کی رگِ جاں پنجہ ہے یہود میں۔''

اس نے مسلمانوں کا جینا دوبھر کر رکھا ہے۔ ایسے حالات میں مسلمانوں کو اپنے مستقبل کیلئے کوئی موثر لائحہ عمل تیار کرنا چاہیے تاکہ اسلام، ناموس رسالتؐ اور مسلمانوں کا تحفظ ہو سکے اور ایک بار پھر دنیا میں امن وسکون اور عدل وانصاف کا دور دورہ ہو جائے۔ عالم کفر کو معلوم ہونا چاہیے کہ ناموس رسالتؐ کا تحفظ مسلمانوں کے دین و ایمان کا مسئلہ ہے۔ سچی بات یہ ہے کہ ہر مسلمان ناموس رسالتؐ کے تحفظ کیلئے مر مٹنے کا جذبہ رکھتا ہے۔ بعض لوگوں کیلئے شاید یہ امر باعث حیرت ہو کہ اسلام نے بڑے سے بڑے گناہگار کیلئے توبہ کا دروازہ بند نہیں کیا۔ پھر شاتم رسولؐ توبہ کے باوجود کم از کم دنیاوی سزا سے کیوں نہیں بچ سکتا؟ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ نے اس موضوع پر اپنی مبسوط کتاب ''الصارم المسلول علی شاتم الرسول ﷺ'' میں خوب روشنی ڈالی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ اہل حدیث، امام احمدؒ اور امام مالکؒ کے نزدیک شاتم رسولؐ کی توبہ اسے قتل کی سزا سے نہیں بچا سکتی، جب کہ امام شافعیؒ سے اس سلسلہ میں توبہ کے قبول وعدم قبول کے دونوں قول منقول ہیں۔ البتہ امام ابوجعفرؒ کے نزدیک اگر وہ سزا سے پہلے توبہ کرے تو سزا سے بچ سکتا ہے۔ خود امام ابن تیمیہؒ اکثر محدثین وفقہاء کی طرح اس بات کے قائل ہیں کہ شاتم رسولؐ توبہ کے باوجود قتل کی سزا کا مستحق ہے۔ انہوں نے اس سلسلے میں اپنی کتاب کے مختلف مقامات پر جو زوردار دلائل دیئے ہیں ان کا خلاصہ اور وضاحت حسب ذیل ہے:

۱۔ شاتم رسولؐ فساد فی الارض کا مرتکب ہوتا ہے اور اس کی توبہ سے اس بگاڑ اور فساد کی تلافی اور ازالہ نہیں ہوتا جو اس نے لوگوں کے دلوں میں پیدا کیا ہے۔

۲۔ اگر توبہ کی وجہ سے سزا نہ دی جائے تو اسے اور دوسرے بدبختوں کو جرأت ہوگی کہ وہ جب چاہیں توہین رسول ﷺ کا ارتکاب کریں اور جب چاہیں توبہ کر کے اس کی سزا سے بچ جائیں۔ اس طرح غیروں کو موقع ملے گا کہ وہ مسلمانوں کی غیرتِ ایمان کو بازیچۂ اطفال بنا لیں۔

۳۔ نبی کریم ﷺ کی گستاخی کے جرم کا تعلق حقوق اللہ سے بھی ہے اور حقوق العباد سے بھی۔ حقوق اللہ تو اللہ

چاہے خود معاف کر دیتا ہے، مگر حقوق العباد میں زیادتی اس وقت تک معاف نہیں ہوتی جب تک متعلقہ مظلوم اسے معاف نہ کرے۔ نبی اکرم ﷺ اپنی حیات مبارکہ میں اگر کسی کا یہ جرم معاف کرنا چاہتے تو کر سکتے تھے، مگر اب اس کی کوئی صورت نہیں۔ امت مسلمہ یا مسلمان حاکم آپ ﷺ کی طرف سے نیابتاً اس جرم کو معاف کرنے کا حق نہیں رکھتے۔

۴۔ قتل، زنا، سرقہ جیسے جرائم کے بارے میں بھی اصول یہی ہے کہ ان کا مجرم سچی توبہ کرنے سے آخرت کی سزا سے بچ سکتا ہے، مگر دنیاوی سزا سے نہیں۔ یہ ممکن نہیں کہ قاتل، زانی یا چور گرفتار ہو جائے اور کہے کہ میں نے جرم تو کیا تھا، مگر اب توبہ کر لی ہے تو اسے چھوڑ دیا جائے۔ اسی طرح شاتم رسولؐ بھی ارتکاب جرم کے بعد توبہ کا اظہار کرے تو دنیاوی سزا سے نہیں بچ سکتا اور اس کا جرم مذکورہ جرائم سے بدتر اور زیادہ سنگین ہے۔

ان دلائل کے پیش نظر درست یہی ہے کہ شاتم رسولؐ کی سزا قتل ہے اور اس کی سچی یا جھوٹی توبہ اسے اس سزا سے نہیں بچا سکتی۔ اس سلسلہ میں مسلمانوں کو مغرب اور اس کی نام نہاد تہذیبی اقدار سے مرعوب ہو کر اپنے موقف میں کسی طرح کی لچک پیدا نہیں کرنی چاہیے۔ اگر برطانیہ و امریکہ میں آزادی تحریر و تقریر کے باوجود ملک اور اس کے آئین میں حضرت عیسیٰؑ اور ملکہ برطانیہ کی توہین جرم ہے اور اگر روس میں لینن کو گالی دینا قابل تعزیر ہے تو ہمیں اپنے آقا ﷺ کی توہین کے جرم کی سزا کے ببانگ دہل اعلان سے کون روک سکتا ہے؟ ہماری تو متاع ایمان کی بقا کی ضمانت ہی نبی کریم ﷺ کی ذات والا سے محبت اور آپ ﷺ کی عظمت و توقیر ہے۔

پاکستان کی پارلیمنٹ نے متفقہ طور پر شانِ رسالتؐ میں گستاخی کے جرم کی سزا، سزائے موت مقرر کی ہوئی ہے اور یہ ہر اس شخص کیلئے ہے جو اس جرم کا ارتکاب کرے، خواہ اس کا تعلق کسی بھی طبقہ سے ہو۔ بعض لوگ اس سزا کے خاتمے کی بات کرتے ہیں گویا وہ گستاخان رسالتؐ کو جانتے بوجھتے تحفظ دینا چاہتے ہیں، اگر ایسا نہیں تو ان کو کیا تکلیف ہے کہ وہ اس سزا کا خاتمہ چاہتے ہیں؟ ہاں اندراجِ مقدمہ کا طریق کار شفاف ہونا چاہیے تا کہ کوئی بے گناہ پکڑ میں نہ آ جائے، اس شفافیت کیلئے تحصیل و ضلع کی سطح پر تمام مکاتب فکر پر مشتمل کمیٹیاں ہونی چاہئیں جو خود پرکھ کر کے غیر جانبداری سے اندراج مقدمہ کی سفارش کریں اور پھر ایس پی سطح کا افسر خود ایسے مقدمات کی شفاف تفتیش و تحقیق کرے۔ اندراجِ مقدمہ کے طریق کار پر تو بحث ہو سکتی ہے مگر گستاخی کی سزا، بہر حال سزائے موت ہی رہے گی اور اس میں تبدیلی کی ہر سوچ اور ہر کوشش کا بھرپور مقابلہ کیا جائے گا۔